www.SirateMustaqeem.net

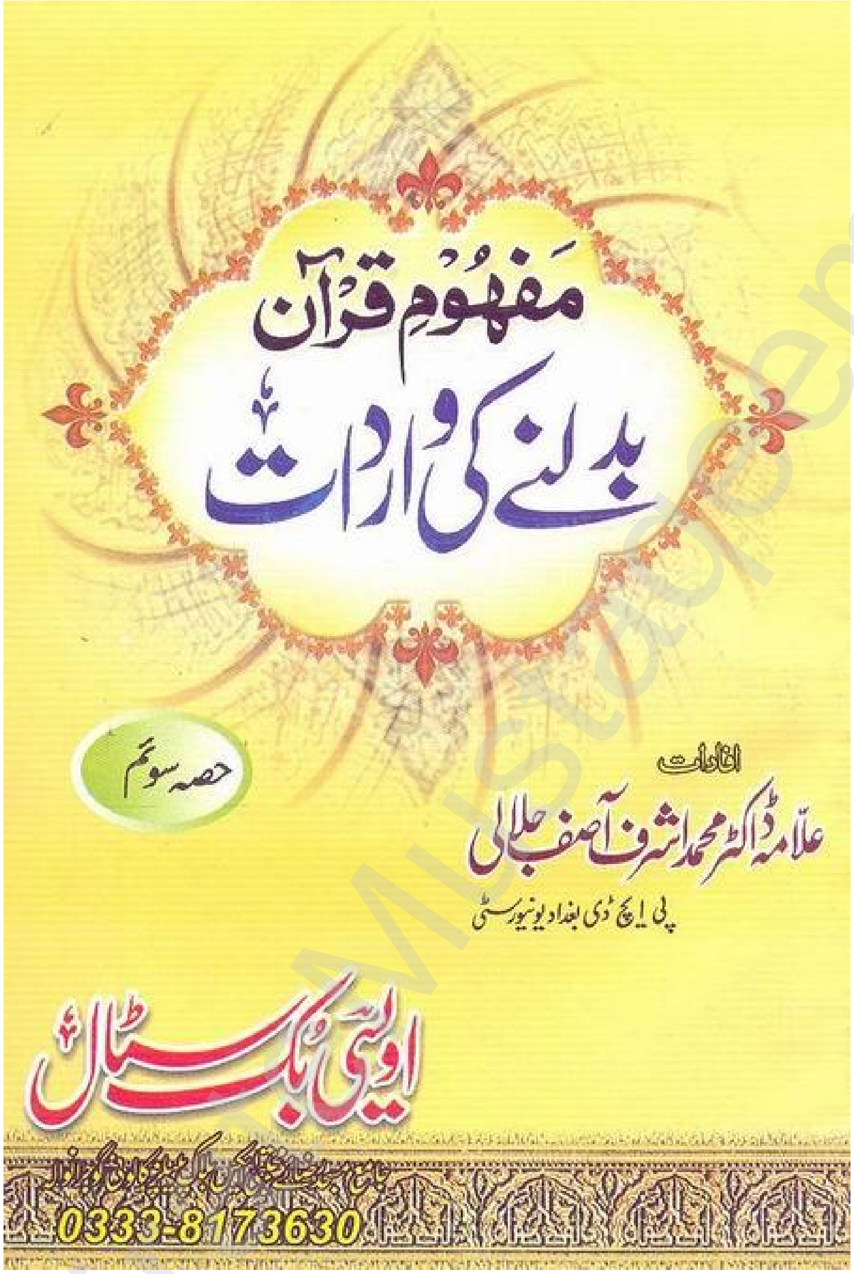

Idara Sirat e Mustaqeem Pakistan

www.SirateMustaqeem.net

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الاھداء

قائد اہل سنت، عالمی مبلغ اسلام، فاتح قادیانیت، مقرر شریں بیان قاری خوش الحان

حضرت علامہ **شاہ احمد نورانی** رحمۃ اللہ علیہ

کے نام جن سے تمام باطل قوتیں اور باطل نظام کانپتے رہے۔

محمد اشرف آصف جلالی

جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر اسلام

لاہور

www.SirateMustaqeem.net

(نوٹ) قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی کا مختصر تذکرہ کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

Idara Sirat e Mustaqeem Pakistan

www.SirateMustaqeem.net

مفہوم قرآن بدلنے کی واردات

(قسط نمبر ۳)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ وَ نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ھُدًی لِّلنَّاسِ ۔ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً ۝

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَداً

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ

فَجَوْھَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمِ

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُبِہٖ

سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

www.SirateMustaqeem.net

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ وعم نوالہ واتم برھانہ واعظم شانہ کی حمد وثناء اور حضور سرورِ کائنات، مفخرِ موجودات، زینتِ بزمِ کائنات، محسنِ کائنات، اُسوۂ آدمیت جلوۂ حق نما، محبوبِ کبریا، احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے دربارِ گوہر بار میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد خالقِ کائنات جل جلالہٗ کا کروڑہا شکر واحسان ہے کہ اس نے ہمیں ماہِ رمضان المبارک میں روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائی اور عشرہ رحمت کا دوسرا جمعہ ادا کرنے کی توفیق بخشی۔ میری اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ خالقِ کائنات جل جلالہٗ رحمت بھرے عشرے کا صدقہ سب کی جھولیوں کو رحمتوں سے معمور فرمادے۔

محتشم سامعین حضرات! ہماری آج گفتگو قرآن مجید برہان رشید سے متعلق ہے اور موضوع ہے۔

''مفہوم قرآن بدلنے کی واردات''

اس سے قبل اس موضوع پر دو قسطوں میں گفتگو ہوچکی ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ملک گیر مقبولیت عطا فرمائی اور وہ دونوں قسطیں کتابی شکل میں چھپ کر باہر اسٹال پر موجود ہے۔ ملک کے طول وعرض میں اصحابِ فکر ودانش نے اس کی دو اقساط کو سنا اور پڑھا اور اس سلسلے میں مزید مواد مہیا کرنے پر اصرار کیا۔ لہٰذا اس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے آج اس موضوع کی تیسری قسط آپ حضرات کے سامنے پیش کررہا ہوں۔

میری دعا ہے کہ خالقِ کائنات جل جلالہٗ ہم سب کو قرآن وسُنّت کو سمجھنے سمجھانے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

www.SirateMustaqeem.net

جن لوگوں نے پہلے دونوں خطابات کو سنا ہے ان کے ذہنوں میں ایک خاکہ موجود ہوگا کہ ایک ہے قرآن مجید برہان رشید کے ترجمہ کی غلطی اور ایک ہے مفہوم کی غلطی۔ قرآن مجید برہان رشید کا جان بوجھ کر غلط ترجمہ کرنا بہت بڑا جرم ہے اور قرآن مجید کی آیات کے صحیح مفہوم کے منافی اپنی مرضی کا مفہوم لینا' یہ بھی ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ ہمارے دور کی فرقہ واریت اور بہت سی فکری الجھنوں کا سبب یہی بات ہے کہ قرآن مجید برہان رشید کی آیات کو اپنی مرضی کے مفہوم کے مطابق استعمال کیا جاتا ہے یعنی قرآنی آیات کا ترجمہ تو ان کے لغوی معنی کے مطابق کیا جاتا ہے لیکن ان آیات کو ایسے پس منظر میں پیش کیا جاتا ہے کہ سننے والا مخاطب' قاری اس سے وہ بات اخذ کرے جو وہ مبلغ اپنی طرف سے سامعین' قارئین کے ذہن میں ڈالنا چاہتا ہے۔ یعنی وہ قرآن مجید کی آیات کا صحیح رُخ بدلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مفہوم پر واردات کرتے ہیں جس کی وجہ سے بہت سا بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ اس کی متعدد مثالیں میں نے پہلی دو اقساط میں پیش کی تھیں۔ آج مزید چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

مثال نمبر ا: خالق کائنات جل جلالہٗ نے قرآن مجید برہان رشید کو لوگوں کیلئے ہدایت بنایا ہے اور اسے ھُدَی لِلنَّاس فرمایا ہے یعنی یہ سارے جہان کے لوگوں کیلئے ہدایت ہے لیکن اس سے ہدایت وصول کرنے کی صلاحیت مختلف لوگوں کے لحاظ سے مختلف ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس قرآن مجید کی تعریف میں ''ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ'' فرمایا کہ یہ متقی لوگوں کیلئے ہدایت ہے یعنی اس کی ہدایت تو سب کیلئے عام ہے مگر کچھ لوگوں نے اس سے ہدایت کے حصول کی بجائے اس کو غلط مقصد کیلئے پڑھا، صحیح مفہوم کو چھوڑ کر غلط مفہوم نکالنے کیلئے پڑھا، وہ لوگ اس کی ہدایت سے محروم رہے۔ یہی وجہ ہے کہ

www.SirateMustaqeem.net

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا کا منظر آپ لوگوں کے سامنے ہے۔

آپ دیکھتے ہیں کہ ایک غذا جو بالکل صحیح ہے، اس میں کسی قسم کی ملاوٹ نہیں کی گئی ہے، توانائی سے بھرپور ہے لیکن اگر یہی غذا وہ شخص استعمال کرتا ہے جس کا معدہ خراب ہے یا کمزور ہے، اس میں غذا کو تحلیل کرنے کی صلاحیت نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ طاقتور غذا اس کی موت کا سبب بن جائے اور اگر یہی طاقتور غذا اچھے معدے اور جگر والا انسان استعمال کرتا ہے تو اس غذا سے اس کے بدن کی نشوونما ہوتی ہے۔ ایسے ہی وہ ادویات جو اپنے متعلقہ امراض کی جڑیں اکھاڑ دیتی ہیں اور جن کی وجہ سے وہ امراض اپنی موت خود مر جاتے ہیں اور جن کی وجہ سے تندرستی و توانائی حاصل ہوتی ہے، وہی ادویات اگر غلط طور پر استعمال کی جائیں تو بجائے صحت و تندرستی کے مرض مزید بڑھ جاتا ہے۔

قرآنِ مجید برہان رشید کے ہدایت ہونے میں کوئی کمی، کمزوری، قصور اور نقص نہیں ہے۔ قرآن مجید سے ہدایت حاصل کرنے میں اس شخص کی صلاحیت، نیت، ارادے اور اس کے دل کی زمین کا بڑا عمل دخل ہے۔ اگر یہ اچھی ہیں، قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و عداوت نہیں تو اس کی ہدایت حاصل ہوتی ہے یا اضافہ ہوتا ہے۔ اگر قرآن اور صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و عداوت رکھ کے اس سے ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کرے تو یہ قرآن مجید اس کو ہدایت نہیں بخشتا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید کی عموم والی ہدایت کو هُدًى لِّلنَّاسِ سے بیان فرمایا اور جنہوں نے فائدہ پالیا اس کو هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ سے بیان فرمایا۔ یہ ہدایت سب کیلئے ہے مگر فائدہ انہیں ہوتا ہے جن کے دلوں میں تقویٰ کا بیج موجود ہے وہ کافر جو تھے تو کافر مگر ضدی اور ہٹ دھرم نہیں تھے اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے

www.SirateMustaqeem.net

تعصب کی پٹی اُتار کر اسے پڑھا تو دلوں میں بھی یہ قرآن سرایت کر گیا۔ وہاں کفر کا جو اندھیرا تھا وہ مٹ گیا اور قرآن مجید کی تعلیمات سے منبع نور اور مرکز ہدایت بن گیا

قرآن مجید برہان رشید سے ہدایت حاصل کرنے کیلئے منصب نبوت کو سمجھنا اور وہ مقدس دل جس پر قرآن مجید نازل ہوا' اس سے محبت وعقیدت کا ہونا ضروری ہے کیونکہ ویسے ہم اس قرآن مجید سے اس کی تمام تر برکتوں کے باوجود استفادہ نہیں کر سکتے۔ وہ مقدس دل جس نے اس کو قبول کیا' اس کے جلال کو برداشت کر کے بصورت جمال پیش کیا' اس دل کا ہمیں ضرور ممنون ہونا پڑے گا کیونکہ قرآن مجید میں اتنا جلال تھا کہ اگر یہ کسی پہاڑ پر بھی نازل ہوتا تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتا۔

محتشم سامعین حضرات! آپ دیکھئے قرآن مجید برہانِ رشید میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے:

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ۔ (پ۲۶، سورہ محمد، آیت ۱۰، ۱۱)

تو کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے ان سے اگلوں کا کیسا انجام ہوا۔ اللہ نے ان پر تباہی ڈالی اور ان کافروں کیلئے بھی ویسی کتنی ہی ہیں۔ یہ اس لئے کہ مسلمانوں کا مولیٰ اللہ ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں ہے۔

قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مومنوں کا تو مولیٰ ہے لیکن کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں ہے۔ اب کوئی شخص اس آیت کو پڑھ کر یا لکھ کر اس سے یہ مطلب اخذ کرتا ہے کہ باقی ہر چیز تو اللہ کے ملک میں شامل ہے مگر کافر

www.SirateMustaqeem.net

ایسی مخلوق ہے جس پر کسی کی حکومت نہیں۔ وہ خالق کائنات کے مُلک سے خارج ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرما رہا ہے کہ میں ان کا مولیٰ ہی نہیں۔ باقی ہر چیز کا مولیٰ اللہ ہے یعنی زمین و آسمان کا مولیٰ اللہ ہے، شام وسحر کا مولیٰ بھی اللہ ہے، شجر و حجر اور ہر چیز کا مولیٰ بھی وہی اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہے مگر کافر کا مولیٰ اللہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرما رہا ہے کہ کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں۔ لہٰذا کافر اللہ تبارک وتعالیٰ کے مُلک سے باہر ہوئے۔

جب کافر اللہ تعالیٰ کے ملک سے باہر سمجھے جائیں اور ان کیلئے خالق کائنات کو مولیٰ نہ سمجھا جائے تو اس سے درجنوں خرابیاں لازم آئیں گی۔ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کافروں کا مولیٰ نہیں تو پھر ان کا مولیٰ کون ہے؟ دوسرے لفظوں اللہ کے شرکاء اور دیگر بتوں کا تصوّر پیدا ہو جائے گا۔ یعنی اللہ اگر ان کا مولیٰ نہیں تو کوئی دوسرا خدا بھی ہے جو ان کا مولیٰ ہے۔ گویا یہ لازم آئے گا کہ کافروں کو خود بخود دھکیل کر بتوں کے ملک میں داخل کیا جارہا ہے اور بتوں کو ان کا مولیٰ بنایا جارہا ہے۔

قرآنِ مجید کی یہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے پیش کی ہے اس کا ترجمہ دیکھئے

وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ (پ۲۶، سورہ محمد، آیت ۱۱)

کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں

یہ الفاظ بولنا آسان ہیں مگر بظاہر ان سے جو مفہوم ومطلب نکل رہا ہے اس کو سنبھالنا مشکل ہے اگر ان کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں تو کون ہے جس نے ان کو پیدا کیا؟ کون ہے جو ان کی حاجتیں پوری کرتا ہے؟ کون ہے جو ان کو کھانے کو دیتا ہے؟ کیونکہ خالق کائنات خود فرما رہا ہے کہ میں ان کا مولیٰ نہیں۔

محتشم سامعین حضرات! یہ جو مفہوم کی غلطی پیدا کی جارہی ہے۔ اس غلطی

www.SirateMustaqeem.net

سے ہم اسی صورت میں محفوظ رہ سکتے ہیں اگر ہم قرآن مجید کے اسلوب کو مدنظر رکھیں گے جس وقت ہم قرآن مجید کی دیگر آیات کو سامنے رکھ کر اس آیت کو پڑھیں گے تو پھر ہمیں صحیح مفہوم اور مطلب کا پتہ چلے گا۔

آیئے اس آیت کا ماقبل دیکھئے۔ خالق کائنات جل جلالہٗ ارشاد فرماتا ہے:

اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ (پ۲۶، سورۃ محمد، آیت ۱۰)

یہ کفار مکہ (کافر) زمین میں سیر نہیں کرتے کہ دیکھیں کس طرح پہلے لوگوں کو جو اللہ کے ماننے سے انکاری تھے ان کو ہلاک کیا گیا' کس طرح ان کو تباہ و برباد کیا گیا' کس طرح خالق کائنات نے ان کا کوئی نشان باقی نہ رہنے دیا' کس طرح ان کو تہ و بالا کر دیا گیا اور اس کے ساتھ جو اللہ کو ماننے والے تھے وہ امن کے ساتھ موجود رہے۔ خالق کائنات ان دونوں باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے فرماتا ہے:

ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (پارہ ۲۶، سورۃ محمد، آیت ۱۱)

یہ اس لئے کہ مسلمانوں کا مولیٰ اللہ ہے۔

کیا کافر اس واسطے مارے گئے کہ اللہ کافروں کا مولیٰ نہیں ہے اور مومن اس لئے بچ گئے کہ اللہ ایمان والوں کا مولیٰ ہے

خالق کائنات دوسرے مقام پر فرماتا ہے:

وَرُدُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ مَوْلٰھُمُ الْحَقِّ (پ۱۱، سورۃ یونس، آیت ۳۰)

اور کافروں کو اپنے حق مولیٰ (سچے مولیٰ) کی طرف لوٹایا جائے گا

اب اس آیت سے تو یہ ثابت ہوا کہ کافروں کا بھی مولیٰ ہے اور وہ حق ہے۔

وَرُدُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ مَوْلٰھُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْھُمْ مَا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ (پ۱۱، سورۃ یونس، آیت ۳۰)

www.SirateMustaqeem.net

اور اللہ کی طرف پھیرے جائیں گے جو ان کا سچا مولیٰ ہے اور ان کی ساری بناوٹیں ان سے گم ہو جائیں گی۔

یہ دونوں آیات قرآن مجید کی ہیں۔ ایک آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں اور دوسری آیت سے واضح ہے کہ کافروں کا بھی مولیٰ ہے۔ دونوں صحیح ہیں۔ اب اگر صرف ترجمہ کی طرف دیکھا جائے تو قرآن مجید کی آیات میں بظاہر تعارض ظاہر ہے لیکن جس وقت ہم قرآن مجید کے منشا اور مرضی کو دیکھتے ہیں، اسلوب بیان کو دیکھتے ہیں تو قرآن مجید کی آیات میں کوئی تعارض اور اختلاف نہیں۔ قرآن مجید کی تمام آیات حق اور سچ ہیں۔ یہ بھی ٹھیک ہے کہ کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ کافروں کا مولیٰ بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے

مولیٰ کے دو معنی ہیں۔ ایک مولیٰ بمعنی مالک، دوسرا مولیٰ بمعنی ناصر۔

خالق کائنات نے کافروں کے جو مولیٰ ہونے کی نفی کی ہے تو یہاں اللہ تعالیٰ نے مولیٰ سے مراد مالک نہیں لیا بلکہ مولیٰ سے مراد ناصر لیا ہے۔

سیاق و سباق سے واضح ہے کہ فلاں فلاں کافر قوم مر گئی، فلاں فلاں تباہ و برباد ہو گئی کیوں؟ فرمایا: اس لئے کہ مالک ہونے کے باوجود میرا ان سے پیار نہیں تھا، میں ان کا ناصر نہیں تھا، میں ان کا محب نہ تھا باوجود یکہ میں نے ان کو پیدا کیا، ان کو کھانے پینے کو دیتا تھا، وہ میرے ہی مملوک تھے مگر اس لحاظ سے میں ان کا مولیٰ نہیں تھا کہ میں ان کی مدد کو تیار ہو جاتا۔ یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مولیٰ ہونے کی نفی کی تو ان معنوں میں کہ میں ان کا مددگار نہیں ہوں، ان کا حامیؑ و ناصر نہیں ہوں لیکن مالک ہونے کے لحاظ سے میں ان کا مولیٰ ضرور ہوں۔

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

اور دوسری طرف میں مومنوں کا دونوں اعتبار سے مولیٰ ہوں ان کا مالک بھی میں ہوں اور مجھے ان سے پیار، محبت بھی ہے، میں ان کی مدد کرتا ہوں، میں ان کو تنہا نہیں چھوڑتا۔ میری رحمتیں ان کو ڈھانپ لیتی ہیں۔

اب قرآن مجید کی دونوں آیات کا مفہوم واضح ہے کہ جب یہ کہا گیا:

وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ (پ۱۱، سورہ یونس، آیت ۳۰)

کافروں کو ان کے حق مولیٰ کی طرف لوٹایا جائے گا۔

یہاں مولیٰ سے مراد مالک ہے اور دوسری آیت میں فرمایا:

لَا مَوْلٰى لَهُمْ (پ۲۶، سورۃ محمد، آیت ۱۱)

کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں۔

یہاں مولیٰ سے مراد ناصر ہے۔

خالق کائنات نے ایک ہی لفظ مولیٰ فرمایا جو ہمارے ملک میں عام بولا جاتا ہے۔ لفظ مولیٰ کے مفہوم کی گہرائی کی طرف غور کیا جائے تو ہدایت ملتی ہے ورنہ انہیں آیات کو پیش کر کے دھریئے اور پرویزی قسم کے لوگ قرآن مجید میں بظاہر تعارض پیدا کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

اب ایک اور آیت ملاحظہ فرمائیں:

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِيْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ (پ۲۸، سورۃ التحریم، آیت ۴)

''تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے''

یعنی جو میرے ہیں ان کا مولیٰ میں بھی ہوں، جبریل بھی ان کے مولیٰ ہیں اور میرے ولی بھی ان کے مولیٰ ہیں۔

www.SirateMustaqeem.net

یہاں مولیٰ بمعنی مالک نہ بھی لیا جائے تب بھی مولیٰ بمعنی ناصر تو ہوگا۔

خالق کائنات فرما رہا ہے کہ کافروں کا کوئی ناصر نہیں لیکن مومنوں کا ناصر میں بھی ہوں۔ جبریل بھی ہیں اور میرے ولی بھی ہیں۔ جو میرے ماننے والے ہیں، میں نے ان کیلئے اپنی طرف سے بھی کئی مولیٰ بنا دیئے ہیں۔

مثال نمبر۲: محتشم سامعین حضرات! اب ایک اور مغالطہ ملاحظہ فرمائیں جو عام طور پر پیدا کیا جاتا ہے۔

خالق کائنات قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (پ ۲۷، سورۃ قمر، آیت ۱۷)

''اور بے شک ہم نے قرآن یاد کرنے کیلئے آسان فرما دیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا''۔

اب کچھ لوگ اس کو اس اسلوب میں بیان کرتے ہیں کہ قرآن مجید کو جب خالق کائنات نے پڑھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو یہ گرائمر، صرف و نحو، اصول و ضوابط اور سارے متعلقہ علوم وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

آپ دیکھتے ہیں کہ باقی چیزیں اور علوم تو مشکل ہیں، ان کو سمجھنے کیلئے مزید استعداد کی ضرورت ہے۔ جیسے انگلش پڑھنی ہو تو Tense آنے چاہئیں، دوسرے قواعد و ضوابط ازبر ہونا چاہئیں لیکن اس کے برعکس قرآن مجید کو اتنی سطحی سی چیز بتایا جا رہا ہے جو بھی اسے پڑھے گا اسے آ جائے گی۔ اس سے قرآن مجید کا جو اصل مقام و مرتبہ اور حیثیت ہے اس میں فرق آ جائے گا۔

آیئے دیکھیں کہ اس آیہ مبارکہ "وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ" کا صحیح ترجمہ کیا ہے اور ذکر سے مراد کیا ہے۔

www.SirateMustaqeem.net

صحیح بخاری شریف میں اس کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے:

حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ ذکر سے مراد یہ ہے کہ:

حصن اللّٰہ قراٰءہ ھوّنا قراٰتہ (بخاری شریف ج ۲، ص ۷۲۲)

''ہم نے اس کو پڑھنا آسان کر دیا ہے'' ہے کوئی اس کو یاد کرنے والا

یہ ترجمہ ہے اس کا کہ ہم نے اس قرآن مجید کو یاد کرنا آسان کر دیا ہے' ہے کوئی اس کو یاد کرنے والا۔

یعنی ساری کتابوں میں قرآن مجید کا یہ اعزاز ہے کہ جتنے حافظ اس کتاب کے ہیں اتنے کسی اور کتاب کے نہیں ہیں۔ باقی آسمانی کتابوں کو حفظ کرنے والے وہ انبیاء و رسل علیہم السلام تھے جن پر یہ کتابیں نازل ہوئیں لیکن قرآن مجید کا یہ منفرد اعزاز ہے کہ اس کے حفاظ کی کثیر تعداد ہر شہر میں موجود ہے۔

غور فرمائیں کہ بخاری شریف کتاب التفسیر میں ''وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ'' یہ عنوان دے کر یہ تفسیر کی کہ ہم نے اس کو قراٗت کیلئے آسان کر دیا۔ انسان اگر اس کو یاد کرنا چاہے تو یہ ایسا نہیں ہے کہ یاد ہی نہ ہو۔ امام محلی اس کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سھّلناہ للحفظ (جلالین ص ۴۴۱)

ہم نے اس کو حفظ کیلئے آسان کر دیا ہے۔

قرآن مجید کے اس ترجمے کی صداقت پر یہ گواہی موجود ہے کہ دنیا میں قرآن مجید کے تو ہزاروں لاکھوں حفاظ موجود ہیں مگر دیگر کتابوں کا کوئی بھی حافظ نہیں ملتا کیونکہ خالق کائنات نے اس کے متعلق فرما دیا ہے کہ ہم نے اس کو حفظ کرنے اور

www.SirateMustaqeem.net

یاد کرنے کیلئے آسان کر دیا ہے۔

یہ اس کا اصل مطلب ہے اگر اس کا مطلب یہ ہو کہ قرآن مجید کو سمجھنے کیلئے کسی بڑی عقل یا تعلیمی استعداد اور صلاحیت کی ضرورت نہیں اور جو جس سطح کی استعداد وصلاحیت کا ہو مجتہد بن کر ترجمے کرتا پھرے تو ایسی بات نہیں اگر ایسی بات ہوتی تو خالق کائنات دوسرے مقام پر یہ کیوں فرماتا:

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ۔

(پ۲۰، سورۃ العنکبوت، آیت ۴۳)

یہ مثالیں ہیں ہم ان کو لوگوں کیلئے بیان کرتے ہیں' ان کو نہیں سمجھتے مگر وہ جنہوں نے علم حاصل کیا۔

یہ اولو الباب کو تدبر سے آئے گی۔

اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (پ۲۳، سورۃ ص، آیت ۲۹)

''یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری ہے برکت والی تاکہ اس کی آیات کو سوچیں اور عقلمند نصیحت مانیں''۔

یہ سب کیلئے فرمایا گیا ہے کہ ہر ایک کوشش کرے اور اس کیلئے اس میں صلاحیت پیدا کرنی پڑے گی۔

یہ فرمایا کہ ہم نے اس قرآن مجید کو حفظ کرنے کیلئے، یاد کرنے کیلئے آسان کر دیا ہے۔

وَمَا يَعْقِلُوْهَا اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ۔ (پ۲۰، سورہ العنکبوت، آیت ۴۳)

''اور انہیں نہیں سمجھتے مگر علم والے''

www.SirateMustaqeem.net

اس کی باریکیاں عالم کو ہی سمجھ میں آئیں گی جو علم حاصل کر چکا ہے۔ جس نے اس کیلئے کوشش کی ہے۔ خالق کائنات جل جلالہٗ نے اس کو اس کی باریکیاں اور لطافتوں سے آشنا فرمادیا ہے۔

اگر قرآن مجید سطحی سے کتاب ہوتی تو خالق کائنات کیوں بار بار دعوتِ فکر دیتا کہ:

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ ۔ (پارہ ۲۶، سورہ محمد، آیت ۲۴)

تو کیا وہ قرآن مجید میں تدبر نہیں کرتے۔

لِیَدَّبَّرُوْا ۔ (پ ۲۳، سورۂ ص، آیت ۲۹)

وہ غور کریں۔

تَفَکَّرُ سَاعَةٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ (قرطبی ۴/۳۱۴ طبع دار الکتب المصریہ)

جو ایک لمحہ کیلئے سوچے گا، غور و فکر کرے گا، ایک سال کی بندگی کا اس کو ثواب مل جائے گا

اگر یہ محض سطحی چیز ہوتی تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ صرف سورہ بقرہ پڑھنے میں بارہ سال نہ گزارتے۔

تَعَلَّمَ عُمَرُ الْبَقَرَةَ فِی اِثْنَتَیْ عَشَرَةَ سَنَةٍ (قرطبی ۱/۴۵ دار الفکر بیروت)

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارہ سال میں سورہ بقرہ پڑھی''۔

بڑی آسان ہے کا مطلب یہ نہیں کہ یہ ویسے ہی آسان ہے۔ اگر یہ اتنا ہی آسان تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سورہ بقرہ پڑھنے میں بارہ سال لگانے کی کیا ضرورت تھی؟ مطلب کیا ہے؟ مطلب یہ ہے کہ جو اس کی طرف بڑھے یہ اس کو محروم نہیں کرتی، حصہ ضرور عطا کرتی ہے۔

www.SirateMustaqeem.net

یہ آیات کا مقابل میں نے آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے اب اس کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ ایک طرف ہے۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (پ۲۷،سورۃ قمر،آیت ۱۷)

دوسری طرف ہے:

وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعٰلِمُوْنَ (پ۲۰،سورۃ العنکبوت آیت ۴۳)

دونوں کا مطلب یہ بنا کہ ہم نے اس کو حفظ کیلئے آسان کر دیا ہے جو اس کے معنی سمجھنا چاہے، اس میں عبور حاصل کرنا چاہے تو اسے مشکل کہہ کر ہٹایا نہ جائے بلکہ اس کو یہ ترغیب دلائی جائے کہ یہ ایسا سمندر ہے جس کو عبور کرنے کیلئے بہت زیادہ کوشش کی ضرورت ہے۔

اگر اس کا دوسرا معنی نصیحت لیا جائے تو مفہوم یہ ہوگا کہ کوئی ہے کہ اس سے نصیحت پکڑے کیونکہ ہم نے اس کو تیار ہی نصیحت کیلئے کیا ہے جو اس کی طرف اس کو حاصل کرنے کیلئے رجوع کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کتاب ہدایت سے اس کے دل کو معمور کر دے گا۔

تیسرا معنی یہ ہے کہ ہم نے اس کے معنی کو آسان کر دیا ہے۔ یہ نہیں کہ جو پڑھنے سے آئے ہی نہیں۔ خالق کائنات فرماتا ہے کہ ہم نے اس کے معنی میں ایسی لطافت رکھی ہے ایسی باریکی رکھی ہے کہ جو پڑھنے کی کوشش کرتا ہے وہ معنی اس کو آ ہی جاتا ہے۔

یہ ایک عام مغالطہ پیدا کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا مغالطہ پیدا کرے گا تو اسے یہ کہا جائے کہ تم یہ بات فلاں فن، قانون، اصول کے خلاف کر رہے ہو۔ اگر وہ کہے کہ قرآن مجید تو آسان ہے اس کو پڑھنے کیلئے کسی قانون، اصول کی ضرورت نہیں تو

www.SirateMustaqeem.net

وہ اس کو غلط اسلوب میں بیان کر رہا ہے۔ کیونکہ خالق کائنات نے اسے اور لحاظ سے آسان فرمایا ہے۔

مثال نمبر۳: آج کل لوگ قرآن فہمی کورس، دورہ تفسیر قرآن اور اسی طرح کے اور کورسز کرواتے ہیں اور مسلمانوں کو کلمہ گو مشرک ثابت کرنے کیلئے کتابیں لکھی جاتی ہیں ان تمام کا وطیرہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی وہ آیات جو بتوں کے متعلق نازل ہوئی تھیں ان کو انبیاء اور اولیاء کرام پر چسپاں کرتے ہیں۔ اپنے مؤقف کو وہ ان آیات کی روشنی میں بیان کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر سورہ فرقان میں کافروں کی بات ہے کہ:

وَاتَّخَذُوا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۔

(پ۱۸، سورۃ الفرقان، آیت ۳)

اور لوگوں نے اس کے سوا اور خدا ٹھہرا لئے کہ وہ کچھ نہیں بناتے اور خود پیدا کئے گئے ہیں

کافروں نے ایسے بُت اپنے معبود بنا لئے جنہوں نے کسی کو پیدا نہیں کیا بلکہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔

اسی طرح کی آیات پیش کر کے لوگوں کے ذہنوں میں یہ بٹھایا جاتا ہے کہ جیسے یہ بت ہیں (معاذ اللہ) ایسے ہی انبیاء کرام اور اولیاء کرام ہیں۔ ان بتوں اور انبیاء، اولیاء میں کوئی فرق نہیں۔ لہٰذا ان کے ماننے والوں اور محبت کرنے والوں میں کوئی فرق نہیں۔

بتوں کے متعلق آیات اور بتوں کی علامات بیان کرتے ہوئے ان کو اللہ کے انبیاء، اولیاء میں بتا کر دونوں کے ماننے والوں کو ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا جاتا

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

ہے۔اس طرح ان آیات کے مفہوم میں واردات کی جاتی ہے۔ کیسے؟

خالق کائنات یہ فرما رہا ہے:

لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئاً ۔ بت کوئی شے پیدا نہیں کر سکتے۔

جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ (پ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۴۹)

میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں۔

اَنِّیْٓ اَخْلُقُ ۔ میں پیدا کرتا ہوں

فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ ۔

اللہ کے اذن سے وہ پرندہ بن جائے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے بت کی یہ علامت بتائی کہ وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کا منصب یہ بیان ہو رہا ہے کہ وہ خود کہتے ہیں باذنِ الٰہی:

اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ

اَخْلُقُ واحد متکلم کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے میں پیدا کرتا ہوں۔

لَکُمْ تمہارے لیے

مِنَ الطِّیْنِ مٹی سے

میں پیدا کرتا ہوں اور جو بت ہیں وہ کچھ پیدا نہیں کر سکتے۔

اللہ کے پیغمبر اللہ کے اذن سے پیدا کر لیتے ہیں۔یعنی مجازی خالق و فاعل ہیں۔اگر اللہ کے پیغمبر اور بت دونوں ایک ہی حیثیت کے ہوتے تو پھر خالق کائنات ہرگز اپنے پیغمبروں کے اختیارات قرآن مجید میں بیان نہ فرماتا۔کافروں کے بارے

www.SirateMustaqeem.net

میں کہا ہے:

لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا۔ وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے۔

یہ بُت خود جھوٹے ہیں ان کے ماننے والے جھوٹے ہیں۔

دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرمایا کہ یہ بت تو کچھ نہیں کر سکتے لیکن میں اتنا بڑا مولیٰ ہوں کہ میں چاہوں تو اپنے بندوں سے بھی پیدا کروالیتا ہوں۔ یعنی مجازاً پیدا کرنے کا عمل ان کی طرف منسوب ہو جاتا ہے۔

جہاں اللہ تعالیٰ کے پیغمبر علیہ السلام یہ فرمارہے ہیں:

اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ۔

ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ یہ سب ہے میرے اللہ کا فضل۔

فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ۔

واضح ہوا کہ خالق کائنات نے اگرچہ انبیاء کرام کو معبود نہیں بنایا' ان پیغمبروں اور اولیاء کو کسی معنی میں الوہیت عطا نہیں فرمائی لیکن خالق کائنات نے ان کو بتوں کے ساتھ بھی نہیں ملایا، بت اور ہیں یہ انبیاء کرام، اولیاء کرام اور ہیں۔

محتشم سامعین حضرات! اب دیکھئے!

لَا یَمْلِکُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا۔ (پ۱۸، سورہ فرقان، آیت ۳)

''وہ اپنے لئے نہ نفع کے مالک ہیں نہ نقصان کے''

جھوٹے خداؤں کے بارے میں اس سے پہلے حصے میں ہے۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اٰلِهَةً۔

''کافروں نے اللہ کے سوا خدا بنالئے ہیں''۔

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

اس کے بعد ان جھوٹے خداؤں کی صفات کا ذکر ہے۔

واضح ہوا کہ یہ آیت بتوں کے بارے میں ہے کہ وہ نہ اپنے نفع کے مالک ہیں، نہ نقصان کے۔ اب مفہوم پر واردات کرنے والے اسی آیت کو اللہ تعالیٰ کے مقربین۔ انبیاءؑ اولیاء کے بارے میں پڑھتے ہیں کہ وہ کسی نفع ونقصان کے مالک نہیں

قرآن مجید برہان رشید کی آیات کو صحیح طور پر سمجھنے کیلئے اب دیکھیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی فرما رہے ہیں:

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا (پ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۸۸)

میں اپنے نفس کیلئے نہ نفع کا مالک ہوں نہ نقصان کا۔

اسی کے ساتھ ملا کے مذکورہ بالا آیت بھی پڑھ دی جاتی ہے اور اس سے وہ معاذ اللہ بتوں کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملانا چاہتے ہیں جو کچھ وہ بتوں کیلئے ثابت کر رہے ہیں وہی کچھ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے بارے میں ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

ابھی میں عرض کرتا ہوں کہ قرآن مجید برہانِ رشید کی آیات جو ابھی میں نے پڑھی ہیں۔ وہ آیات ٹھیک ہیں مگر ان میں زمین و آسمان سے بھی زیادہ فرق ہے۔ بظاہر ایک ہی بات معلوم ہوتی ہے۔

سورہ فرقان میں ہے:

لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا (سورۃ فرقان، آیت ۳)

''یہ بتوں کے بارے میں ہے کہ وہ اپنے لئے نہ نفع کے مالک ہیں نہ نقصان کے''۔

پھر سورہ الاعراف میں سرکار کی بات ہے:

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا

''میں اپنے نفس کیلئے نفع ،نقصان کا مالک نہیں''۔

اب یہ دونوں آیات سچی ہیں مگر دیکھیں اللہ تعالیٰ نے ان میں کتنا فرق رکھا ہے۔

خالق کائنات نے جہاں سرکار کی بات کی وہاں الا ماشاء اللہ فرمایا ہے اور جہاں بتوں کی بات کی وہاں الا ماشاء اللہ نہیں فرمایا۔کتنا فرق ہے؟ اتنا فرق ہے جتنا لا الہ کے بعد الا کہنے میں فرق ہے۔جب آپ نے کہا کہ کوئی خدا نہیں تو ہر ایک خدا کی نفی ہوگئی۔اگر الا نہ پڑھا جائے تو اللہ کا ثبوت کیسے ہو سکے گا۔لا الہ کے بعد جب الا آتا ہے تو پھر خالق کائنات کی الوہیت کا ثبوت ہوتا ہے۔جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کے بارے میں فرمایا تو قرآن مجید میں دونوں جگہ الا ماشاء اللہ کے الفاظ موجود ہیں۔

سورہ یونس میں دیکھیں:

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ (پ ۱۱،سورۂ یونس،آیت ۴۹)

''تم فرماؤ میں اپنی جان کے بُرے بھلے کا (ذاتی) اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے''۔

اے میرے محبوب! آپ اپنے صحابہ اور دنیا والوں کو فرما دو کہ میں اپنی جان کیلئے خود کسی نفع کا مالک نہیں مگر جس نفع کا مالک میرا خدا مجھے بنا رہا ہے اس کا مالک ہوں۔

آپ دیکھیں کتنا فرق تھا جسے چھپا دیا گیا۔

بُت کے بارے میں الا ماشاء اللہ نہیں فرمایا کیونکہ اسے کچھ نہیں مل سکتا، وہ اپنے لئے بھی کسی چیز کا مالک نہیں ہے' اس کے پاس کچھ بھی نہیں۔مگر محبوب علیہ السلام کو فرمایا کہ اے میرے محبوب! انہیں یہ فرما دو کہ میرے پاس جو سب کچھ ہے' یہ خالی

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

ہاتھوں میں جودو جہانوں کی نعمتیں ہیں' یہ ہاتھ اُٹھتے ہیں تو دامن بھر جاتے ہیں' یہ انگلی اُٹھتی ہے تو چاند دو ٹکڑے ہو جاتا ہے' یہ جو مریض شفایاب ہو جاتے ہیں' یہ جو کنکریاں کلمہ پڑھتی ہیں' یہ جو درخت بلانے پر حاضر خدمت ہو جاتے ہیں' یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔ میں جو کچھ کسی کو دیتا ہوں' اپنی طرف سے نہیں دیتا بلکہ میرا خدا مجھے عطا فرماتا ہے۔ اب کوئی ان آیات کو پڑھ کر دعویٰ کرتا ہے کہ میں قرآن مجید فرقان حمید کی آیات پیش کر رہا ہوں تو وہ آیات پیش کرنے اور ان کا ترجمہ کرنے میں حق بجانب ہے لیکن آیات کو اپنے حقیقی مفہوم اور پس منظر سے ہٹا کر مذموم مقصد کیلئے ارادتاً پیش کرنے سے کتنی بڑی مفہوم پر واردات ہو جائے گی۔

الا اللہ میں جو اللہ کی توحید ہے اس میں کوئی کسر باقی نہیں رہ جاتی' سب کچھ آ جاتا ہے ایسے ہی جب سرکار فرماتے ہیں الا ماشاء اللہ تو آپ کے عطائی اختیارات' علم وقدرت' ملکیت میں کچھ کمی نہیں رہ جاتی مگر جو کچھ بھی دیا ہوا ہے وہ سب کچھ اللہ کا دیا ہوا ہے۔

میں آپ کسی بھی چیز کا ذاتی طور پر مالک نہیں مگر جو خدا چاہے' عطا فرمائے' اس کا مالک ہوں یعنی میں خود کا یا کسی اور کے نفع ونقصان کا مالک نہیں مگر جس کا مجھے میرے خدا نے مالک بنایا اس کا مالک ہوں۔ لہذا اگر کسی کو فائدہ پہنچانا چاہیں تو پہنچا سکتے ہیں اور مالک کا اطلاق ہونے کی وجہ سے مالک ہیں۔

قرآن مجید برہان رشید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا مقام یہ بیان فرما رہے ہیں:

وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ۔

(پ ۳، سورۂ آل عمران، آیت ۴۹)

میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے زندہ کرتا ہوں۔

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

اَکْمَہ، مادرزاد اندھا، جس کی آنکھوں کی جگہ ہی نہ ہو۔

اَبْرَصَ، کوڑھ کا مرض

میں صحت دیتا ہوں، یہ صحت دنیا فائدہ پہنچاتا ہے۔

قرآن مجید کے اسلوب سے فرق واضح ہے کہ بت نہ نفع کے مالک ہیں، نہ نقصان کے مالک ہیں لیکن اللہ کے پیغمبر بت نہیں ہیں، وہ نفع دیتے ہیں اور نہ ماننے والوں کو نقصان بھی دے سکتے ہیں۔

وہ اندھا جس کی آنکھوں کی جگہ ہی نہ ہو، اس کی جگہ بنا کے آنکھیں لگا دی جائیں تو کیا یہ نفع پہنچاتا ہے یا نہیں؟

واضح ہوا کہ یہ بُت ہیں جو نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان لیکن اللہ والے اللہ کی عطا سے اپنے آپ کو اور دوسروں کو بھی نفع پہنچا سکتے ہیں۔

سورہ فرقان میں ہے:

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اٰلِھَۃً (پ۱۸، سورۃ الفرقان، آیت ۳)

سورہ فرقان مکی ہے اس سے بھی واضح ہے کہ بتوں کے بارے میں ہے۔

محتشم سامعین حضرات! میں اپنے موضوع کو آگے بڑھاتا ہوں۔ قرآن مجید میں بتوں کے متعلق ہے۔

لَا یَمْلِکُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَیٰوۃً (پ۱۸، سورۃ الفرقان، آیت ۳)

کہ وہ موت وحیات کے مالک نہیں۔

اور دوسری طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں:

اُحْیِ الْمَوْتٰی ۔

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

میں مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔

وہ لَا یَمْلِکُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَیٰوۃً بتوں کے متعلق تھا اور یہ اُحْیِ الْمَوْتٰی اللہ کے رسول کی بات ہے۔

خالق کائنات نے واضح فرمایا کہ بُت تو کچھ نہیں کر سکتے وہ موت وحیات کے مالک نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

اُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ (پ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۴۹)

میں مردے زندہ کرتا ہوں لیکن اللہ کے اذن سے کرتا ہوں۔

بت کچھ نہیں کر سکتے کیونکہ اللہ انہیں اذن ہی نہیں دیتا۔ ان کا باب علیحدہ ہے۔ میرے بندوں کو بتوں کے ساتھ نہ ملانا۔ جن چیزوں کی میں نے بتوں سے نفی کی ہے وہی باتیں میں نے ان سے کروائی ہیں تاکہ واضح ہو جائے کہ اپنے اور ہیں اور پرائے اور ہیں۔

مثال نمبر ۴: محتشم سامعین حضرات! قرآن مجید برہان رشید میں ایک بات یوں بیان ہوئی ہے کہ کافر کہتے ہیں:

حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا۔(پ ۷، سورہ المائدہ، آیت ۱۰۴)

"کافی ہے وہ جس پر ہم نے اپنے آباء کو پایا"۔

ایسے ہی سورۃ البقرہ میں ہے:

بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا۔(پ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۷۰)

"جس پر ہم نے اپنے آباؤ کو پایا اس کی اتباع کریں گے"۔

اب ایسی آیات پڑھ کر پکے مومنوں پر حملہ کیا جا رہا ہے اور مقدس عقیدے کو

لوٹنے کی کوشش کی جارہی ہے۔اب یہ بیان کرنا کہ باپ دادا کے دین پر رہنا' اس کی بات کرنا' اس پر ڈٹ جانا' اڑ جانا' یہ پرانے صدیوں اور کافروں کا مقولہ ہے' ان کی بات ہے اس لئے تمہیں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ' حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ جیسے پرانے بزرگوں کا طریقہ چھوڑ کر ہماری بات تسلیم کر لینی چاہیئے ۔قرآن مجید کی آیات پیش کر کے یہ واردات کی جارہی ہے جبکہ قرآن مجید برہانِ رشید کی آیات کا یہ مقصد نہیں ۔اگر کسی شخص کے آباء اچھے راستے پر تھے تو کیا وہ اپنے آباء کا حوالہ کسی کو نہ دے۔اس کو کہا جائے کہ اپنے باپ دادا والا مسلک چھوڑ کر ہمارے اس نئے خودساختہ مسلک کو قبول کرلو' قرآن مجید کی ہرگز یہ مرضی نہیں کیونکہ قرآنِ مجید خود اپنے اچھے آباء کے راستے پر چلنے کا حکم فرماتا ہے۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ ۔(پ ا،سورۃ البقرہ،آیت ۱۳۳)

بلکہ تم میں کے خود موجود تھے جب یعقوب کو موت آئی جبکہ اس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا میرے بعد کس کی پوجا کرو گے بولے ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے۔آپ کا اور آپ کے آباء کا۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ۔

خالق کائنات فرماتا ہے کیا تم اس وقت گواہ تھے ۔جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے وصال کا وقت قریب تھا۔

اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ ۔ جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ ...... میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟

قَالُوْا نَعْبُدُ .... بولے ہم عبادت کریں گے۔

اِلٰهَکَ .... تمہارے خدا کی

وَاِلٰهَ اٰبَائِکَ .... اور تمہارے باپ دادا کے خدا کی

یعنی ہم اپنے آباؤ اجداد والا راستہ نہیں چھوڑیں گے' اسی پر چلتے رہیں گے۔

جب آباؤ اجداد والا طریقہ سچا طریقہ ہے تو اس پر طعنہ دیا جائے تو یہ قرآن مجید کی آیات کی خلاف ورزی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں قرآنِ مجید میں ہے:

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآئِیْ اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْحَاقَ وَیَعْقُوْبَ (پ۱۲، سورہ یوسف، آیت ۳۸)

''اور میں نے اپنے باپ دادا ابراہیم' اسحاق اور یعقوب کا دین اختیار کیا''۔

میں نے اس کی اتباع کی جو میرے آباء کا دین' طریقہ' مسلک ہے۔

لٰہذا قرآنِ مجید برہانِ رشید واضح کر رہا ہے کہ یہ آیات مشرکوں' بتوں کے بارے میں ہیں اور مومنوں کے بارے میں نہیں۔ ان آیات میں مشرکین مکہ کی مذمت کی جارہی ہے کہ وہ اپنے کافر آباؤ اجداد کے بارے میں ڈٹے ہوئے ہیں۔ یہ آیات مسلمانوں کے بارے میں نہیں' انہیں تو اس پر فخر کرنا چاہیئے کہ ہماری کئی پشتیں اسلام میں گزری ہیں اور ہم اسی صراطِ مستقیم پر چلے جا رہے ہیں۔

اس بندے کو کیسی لذت محسوس ہوتی ہے جو یہ کہتا ہے کہ میں اسی صراط مستقیم پر ہوں۔ جس پر سب سے پہلے میرے محبوب علیہ السلام چلے تھے۔ پھر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ' حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان غنی رضی

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

اللہ عنہ' حضرت علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ' حضرت طلحہ وز بیر رضی اللہ عنہما' حضرت سعد و سعید رضی اللہ عنہما' حضرت ابوذر و سلیمان فارسی رضی اللہ عنہما' حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما' حضرت امام اعظم نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ' حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ' حضرت فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ چلے اور اب ہم اسی صراطِ مستقیم پر چلے جا رہے ہیں۔

مثال نمبر ۵: محتشم سامعین حضرات! ایک مسئلہ شفاعت ہے اس کو بھی مفہوم بگاڑ کر پیش کیا جا رہا ہے۔ قرآن مجید کی آیات کی آڑ میں' ان کا مفہوم بگاڑ کر' صحیح العقیدہ مسلمانوں پر زیادتی کی جا رہی ہے۔ قرآنِ مجید کی وہ آیات جو بتوں اور بت پرستوں کے بارے میں ہیں وہ کھینچ کر مسلمانوں کے بارے میں پڑھی جاتی ہیں۔ جیسے درج ذیل آیات:

(۱) فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ (پ۱۹، سورہ الشعراء، آیت ۱۰۰)

ہمارا تو کوئی شافع (سفارشی) ہی نہیں ہے۔

(۲) فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ (پ۲۹، سورہ المدثر، آیت ۴۸)

تو انہیں شفاعت کرنے والوں (سفارشوں) کی شفاعت (سفارش) فائدہ نہ دے گی۔

(۳) اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ (پ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۴۳)

کیا انہوں نے اللہ کے مقابل کچھ سفارشی بنا رکھے ہیں۔

(۴) قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا (پارہ ۲۴، سورہ الزمر، آیت ۴۴)

تم فرماؤ شفاعت تو سب اللہ کے ہاتھ ہے۔

اے محبوب فرماد و شفاعت تو ساری اللہ کی ہے۔

www.SirateMustaqeem.net

اب یہ چار آیات مسلمانوں کے مجمع میں پڑھی جاتی ہیں اور مسلمانوں کو ہی کوسا جاتا ہے۔خدا کی قسم! ان آیات میں ایک بھی ایسی نہیں کہ جس میں ایک فیصد بھی احتمال ہو کہ یہ مسلمانوں کے بارے میں ہیں۔ ہر آیت سے پہلے واضح طور پر کافروں کا ذکر موجود ہے اور ان کے بارے میں ہی کہا گیا ہے۔

(۱) فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ۔ ہمارا تو کوئی سفارشی ہی نہیں

(۲) فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ۔

کسی کافر کو کسی سفارشی کی سفارش فائدہ نہ دے سکے گی۔

(۳) اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ۔

خالق کائنات فرماتا ہے کہ انہوں نے اللہ کے مقابل اپنے سفارشی بنائے ہوئے ہیں۔جن کی یہ عبادت کرتے ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعاً

کسی بت کی کوئی شفاعت نہیں۔شفاعت ساری اللہ کی ہے۔

محتشم سامعین حضرات! بڑی باریک بات ہے، ایک تو یہ کہ کس کی سفارش کی نفی ہے کہ وہ شفیع نہیں بن سکے گا۔دوسری یہ کہ کس کے بارے میں شفاعت قبول نہیں ہوگی اور تیسری یہ کہ جو شفاعت کے قبول کرنے کا عقیدہ رکھتا ہے وہ کون ہے؟

ان آیات کی روشنی میں یہ تین باتیں سمجھنا ضروری ہیں:

۱۔ کسی کی سفارش اللہ کی بارگاہ میں مانی بھی جا سکتی ہے یا نہیں؟

۲۔ کسی کے بارے میں مانی جا سکتی ہے۔

www.SirateMustaqeem.net

۳۔ جو یہ عقیدہ رکھتا ہے اسکے بارے میں کیا حکم ہے۔

یہ تینوں باتیں سامنے لائیں گے تو ان آیات کے صحیح مفہوم کا پتہ چلے گا۔اگر یہ باتیں سامنے نہ ہوں اور پھر ان کو مطلقاً پڑھا جائے تو مفہوم پر واردات ہو جائے گی پہلے یہ سمجھیں کہ:

۱۔ کسی بت کو شفاعت کا حق حاصل نہیں ہے۔

۲۔ کسی کافر کی سفارش نہیں ہو سکتی۔

۳۔ ان کے بارے میں سفارش کا عقیدہ رکھنا بھی گناہ ہے۔

اس کے برعکس

۱۔ اللہ والوں کی اللہ کی بارگاہ میں سفارش قبول ہے۔انبیاء،اولیاء،صالحین، شہداء اور دوسرے کئی مقبول سفارشی اللہ کی بارگاہ میں سفارش کریں گے۔

۲۔ مومن کی سفارش ہو سکتی ہے۔

۳۔ یہ عقیدہ قرآنِ مجید کا عین حق عقیدہ ہے۔ کیسے؟ درج ذیل آیات ملاحظہ فرمائیں:

آیت نمبر ۱: خالق کائنات فرماتا ہے:

مَنْ ذَالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۔(پ۳،سورہ البقرہ،آیت ۲۵۵)

وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے۔

کوئی اللہ کی بارگاہ میں سفارش نہیں کر سکتا وہ کون ہے جو کر سکتا ہے؟ فرمایا:

اِلَّا بِاِذْنِهٖ جو اذن والے ہیں۔

کسی بت کی، کسی طاغوت کی مجال نہیں کہ وہ اللہ کے پاس کسی کی سفارش کرے مگر

الا باذنہ ' ہاں وہ ہیں جنہوں نے اللہ کے اذن کا تاج پہن رکھا ہے۔

آیت نمبر۲: پ۱۱، سورہ یونس، آیت ۳ میں ہے:

مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ

کوئی سفارشی نہیں مگر اس کی اجازت کے بعد۔

اللہ کے پاس کسی کی کیا مجال ہے کہ کسی مجرم کی سفارش کرے' ہاں اللہ کی اجازت کے بعد کرلیں گے۔

اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ اس کے اذن کے بعد کرلیں گے۔

معلوم ہوا کہ پہلی مذکورہ آیات کفار کے بارے میں ہیں۔ کافر شفیع اور اس عقیدہ کے بارے میں ہیں۔ لہذا کافر کی نہ کوئی سفارش کرے گا نہ اس کی مانی جائے گی اور نہ وہ عقیدہ رکھنا درست ہے۔ جبکہ مومن وہ ہیں کہ خالق کائنات نے ان کیلئے شفیع بھی بنا رکھے ہیں' ان کی شفاعت بھی قبول ہوگی اور اس عقیدے کو قرآن مجید نے اپنا عقیدہ قرار دیا ہے۔

غور کیجئے کہ اب وہ آیات پڑھی جائیں اور مسلمانوں کو سامنے رکھ کے' مسلمان کے سامنے بار بار یہ رٹ لگائی جائے کہ کوئی نبی' ولی اس دن چھڑا نہیں سکے گا' کوئی نبی ولی کچھ نہیں کر سکے گا۔ کوئی دستگیر نہیں' کوئی حاجت روا نہیں' کوئی مشکل کشا نہیں ہے۔ قرآنِ مجید نے فرمایا کہ کوئی بت' طاغوت کچھ نہیں کر سکے گا لیکن جن کو اللہ نے اذن دیا ان کے جھنڈے لہرا رہے ہوں گے۔

بخاری شریف (رقم الحدیث ۴۴۰۷) و مسلم شریف میں ہے۔ نبی اکرم' نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (اختصاراً)

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

قیامت کے دن لوگوں کو روک دیا جائے گا۔ جس وقت وہ رکیں گے، وہ دوڑیں گے کہ کوئی ہماری سفارش کرے۔ سب کے پاس سے ہوتے ہوئے میرے پاس پہنچے گے۔

مسند امام احمد ۱/۲۸۲ میں ہے۔ آپ فرمائیں گے:

اَنَا لَهَا آج شفاعت کیلئے میں ہوں۔

سرکار فرماتے ہیں:

اِذَا رَاَیْتُ رَبِّیْ وَقَعْتُ لَهٗ سَاجِدًا

(بخاری شریف کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ لما خلقت بیدی)

جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔

وہ شفاعت جس کی قرآن مجید میں بار بار نفی کی گئی ہے وہ اوروں کی بات ہے۔ یہ اذن والے ہیں۔

سرکار فرماتے ہیں:

فَیَدَعُنِیْ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ یَّدَعَنِیْ ۔

مجھے سجدے میں رکھا جائے گا۔ جتنی دیر اللہ تعالیٰ چاہے گا۔

پھر فرمائے گا:

اِرْفَعْ مُحَمَّدُ .... اے محمد! سر اُٹھاؤ

قُلْ تُسْمَعْ .... بولو! جو بولو گے وہ سنا جائے گا۔

وَسَلْ تُعْطَهْ .... مانگو، جو مانگو گے دیا جائے گا۔

سوال کرو، جو سوال کرو گے عطا فرما دیا جائے گا۔

وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ.....شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول فرمائی جائے گی۔
سفارش تو کرو، تمہاری سفارش مانی جائے گی۔

بخاری و مسلم دونوں میں حدیث شریف موجود ہے۔

سرکار فرماتے ہیں: حشر کے میدان میں ساری آنکھیں میری طرف اُٹھی ہوں گی، ہر ایک میرا منتظر ہوگا۔ حشر کے میدان میں جب سارے میری طرف بڑھیں گے۔ حضرت مولانا حامد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

گنہگاروں کا روز محشر شفیع خیر الانام ہو گا
دلہن شفاعت بنے گی دلہا نبی علیہ السلام ہو گا
اِدھر وہ گرتوں کو تھام لیں گے اُدھر پیاسوں کو جام دیں گے
صراط و میزان حوضِ کوثر یہیں وہ عالی مقام ہو گا
انا لہا کہہ کے عاصیوں کو لیں گے آغوش مرحمت میں
عزیز اکلوتا جیسے ماں کو، نبی کو اپنا غلام ہو گا

سرکار ارشاد فرماتے ہیں میں سر اُٹھاؤں گا، اپنے رب کی وہ حمدیں (تسبیح) کروں گا جو خالق کائنات اسی وقت مجھے الہام فرمائے گا۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ مجھے اجازت عطا فرمائے گا اور میں کچھ لوگوں کو جہنم سے نکال لوں گا۔ میں انہیں جنت میں داخل کر کے لوٹوں گا۔ اپنے رب کو دیکھوں گا تو پھر سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ مجھے سجدہ میں رکھا جائے گا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر مجھے کہا جائے گا:

اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعْ وَ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ۔

(بخاری شریف کتاب التوحید)

www.SirateMustaqeem.net

اے محمد! اپنا سر اُٹھاؤ اور کہو کہ تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں دیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔

سرکار فرماتے ہیں کہ میں اپنے رب کی ایسی تعریفیں بیان کروں گا جو مجھے میرے رب نے سکھائی ہوں گی۔ پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لئے ایک حد مقرر فرمادی جائے گی۔ اس طرح ایک بہت بڑی جماعت جنت میں داخل کر کے لوٹوں گا۔

تیسری مرتبہ پھر سجدے میں گر جاؤں گا۔ پھر خالق کائنات یہی فرمائے گا:

اے محمد! سر اُٹھاؤ، کہو کہ تمہاری بات سنی جائے گی، مانگو تمہیں دیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ قبول کی جائے گی۔

سرکار فرماتے ہیں ''کہ میں پھر اپنے رب کی ایسی تعریفیں بیان کروں گا جو مجھے سکھائی جائیں گی۔ پھر شفاعت کروں گا تو میرے لئے ایک حد مقرر فرمادی جائے گی۔ جب میں انہیں جنت میں داخل کر کے واپس لوٹوں گا تو عرض کروں گا کہ اے میرے رب! جہنم میں تو کوئی باقی نہیں رہا''۔ سرکار فرماتے ہیں ''میں ان سب کو لے جاؤں گا جن کے دل میں میرا کلمہ موجود ہے''۔

حتی مَا یبقی فِی النَّارِ اِلاَّ مَنْ حَبَسَهُ الْقُرآنُ ۔

''وہی رہ جائیں گے جنہیں قرآن نے روکا''۔

اور جس پر اس کے اندر ہمیشہ رہنا واجب ہے۔

خالق کائنات نے فرمایا:

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعاً ۔

''ساری شفاعت اللہ کیلئے ہے''۔

قابل غور بات یہ ہے کہ شفاعت کا مطلب' سفارش کرنا ہے۔ ساری سفارش اللہ کی ہے۔ اللہ نے کسی سے سفارش کرنا ہے کہ اس کو چھوڑ دو۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کے اذن کے بغیر کسی کو مل نہیں سکتی۔ اللہ ۔ کے بندے سفارش کریں گے لیکن اللہ کی عطا سے۔ اللہ کی عطا بت پہ ہو نہیں سکتی۔ لہذا خالق کائنات کے فرمان کا صحیح مفہوم یہ ہوا کہ:

اے مشرکو! تم نے ان بتوں کو شفیع کیوں بنا رکھا ہے۔ کیونکہ شفاعت میری ہے اور جنہیں میں دوں گا وہی سفارش کر سکیں گے۔ لہٰذا شفاعت چاہو تو در رسول پہ آجاؤ۔

سرکار کا تو مقام بڑا اونچا ہے' جس نے ان کی غلامی کا پٹہ گلے میں ڈالا ہے وہ بھی شفیع بنا ہوا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ فَرَطَانِ مِنْ اُمَّتِيْ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهِمَا الْجَنَّةَ۔

(ترمذی ابواب الجنائز باب ماجاء فی ثواب من قدم ولدا حدیث نمبر ۱۰۶۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''جس کے دو نابالغ بچے مر گئے وہ ان کے سبب جنت میں جائے گا۔''

جس کے دو بچے فوت ہو گئے تو خالق کائنات اس بندے کو ان دو بچوں کے کہنے پر جنت عطا فرما دے گا۔

فرط کیا ہے؟ فرط کسی کا وہ بیٹا یا بیٹی ہے جو بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو جائے جو آگے جا کے دستگیری کرے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''میرا وہ امتی نہ گھبرائے جس کے دو بچے بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو گئے۔ وہ جس دروازے سے بھی پہنچے گا وہ

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

وہیں کھڑے ہوں گے'' (یا تو ان کو اتنا علم دے دیا جائے گا کہ جس دروازے سے وہ پہنچے گا وہ سامنے کھڑے ہوں گے یا پھر ایک لحاظ سے ان کو حاضر ناظر بنا دیا جائے گا) بڑا بچہ تو بڑا ہے۔ سرکار نے ارشاد فرمایا'' کہ کچا بچہ بھی اللہ سے جھگڑ پڑے گا''

اَلسِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّہٗ (مصنف ابن شیبہ ۳/۳۵۴ دارلفکر)

یا اللہ! میری ماں دوزخ میں کیوں جائے۔ یہاں تک کہ وہ بچہ اپنی ماں کو جنت میں لے جائے گا اور اپنے باپ کو جنت میں لے جائے گا۔

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جس کے دو فرط ہوں گے وہ اس کو جنت میں لے جائیں گے۔ اللہ ان کی سفارش مان لے گا۔ یہ سن کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھ لیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

مَنْ کَانَ لَہٗ فَرَطَانِ

جس کے دو فرط نہ ہوں' ایک ہو' یعنی ایک بیٹا یا بیٹی بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو گئے' اس کا کیا بنے گا؟ تو سرکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ کَانَ لَہٗ فَرَطٌ مُوَفَّقَۃٌ (ترمذی حدیث نمبر ۱۰۶۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ وصف بیان کرتے ہوئے کہ اے نیکی کی توفیق دی گئی اور سوال کرنے کی توفیق بخشی گئی خاتون! جس کا ایک فرط ہے' وہ ایک ہی اس کو جنت میں لے جائے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مزید پوچھا:

فَمَنْ کَانَ لَہٗ فَرَطٌ مِنْ اُمَّتِکَ۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی امت میں سے جس کا کوئی فرط نہ ہو؟

www.SirateMustaqeem.net

www.SirateMustaqeem.net

توسرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا فَرَطُ اُمَّتِیْ (ترمذی حدیث نمبر ۱۰۶۲)

جس کا کوئی نہیں اس کیلئے میں ہوں۔

اب فرط کا کیا معنی ہے؟

فرط وہ ہوتا ہے جو پہلے جا کے بندوبست کروا رکھے کہ مہمان پہنچنے والے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں پوری اُمت کا فرط ہوں۔ پہلے جا کر حشر میں سامانِ راحت تیار کراؤں گا۔ مشکلیں آسان کروں گا۔

ابن اثیر جذری کہتے ہیں:

انا فرطکم علی الحوض ای متقدمکم الیہ (نہایہ ۳/۴۳۴ دارالفکر)

میں تم سے پہلے حوضِ کوثر پر پہنچوں گا۔

میں پہلے پہنچوں گا اور میرے اُمتی بعد میں پہنچیں گے۔

محتشم سامعین حضرات! میں نے ایک خاکہ پیش کیا ہے۔ خالق کائنات جل جلالہٗ کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ وہ ان الفاظ کو تاثیر عطا فرمائے۔ آمین۔

==================

Idara Sirat e Mustaqeem Pakistan